(د) بین المذاہب رواداری و انتہاء پسندی

مذہبی رواداری اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

ڈاکٹر حافظ سید ضیاء الدین

لغت کے اعتبار سے روا کے معنی جائز اور داری کے معنی رکھنا ہے مفہوم یہ ہے کہ ”ایک انسان یا گروہ ان باتوں کو جن کو اصولی طور پر اپنے دائرے میں غلط سمجھتے ہیں لیکن دوسروں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں ان باتوں کو جنہیں وہ پسند کرتے ہوں اختیار کرنے دیں“

رواداری کی تعریف: جن لوگوں کے عقائد ہمارے نزدیک غلط ہیں ان کو ہم برداشت کریں اور ان کے جذبات کا لحاظ کر کے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو دکھ پہنچانے والی ہوں نیز انہیں ان کے اعتقادات سے پھیرنے یا ان کے عمل سے روکنے کے لئے زبردستی کا طریقہ اختیار نہ کریں بلکہ روزمرہ کے معاملات میں وسیع القلبی کا ثبوت دیں۔

نبی کریم ﷺ کے عہد میں تمام مذاہب کے درمیان رواداری کو رواج دیا گیا۔ آپس میں مل جل کر رہنے اور کام آنے کو رواداری کہتے ہیں۔ اسلام میں شدت اختیار کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ سورۃ الکافرون میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو کفار کے ساتھ رواداری قائم کرنے کی تعلیم دی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قریش کی ایک جماعت آپؐ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کہ ”آپؐ ہمارے دین کی اتباع کریں تو ہم آپؐ کے دین کی اتباع کریں گے ایک سال آپؐ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور ایک سال ہم آپؐ کے معبودوں کی عبادت کریں گے۔“ آپؐ نے فرمایا ”اللہ کی پناہ کہ میں اس کے ساتھ کسی کو شریک کروں“ اس پر یہ سورۃ نازل ہوئی اور حکم ہوا کہ اے نبی آپ کہہ دیجئے ”لکم دینکم ولی دین“ ترجمہ: تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔(۱)

گورنمنٹ کالج آف کامرس اینڈ اکنامکس کراچی

اسلام میں رواداری کی تعلیم :قوم پرستی،فرقہ واریت اور گمراہی کے اس دور میں اسلام ایک مینارہ نور بن کر نمودار ہوا جس کی روشنی ہر سمت پھیلی۔جس نے پہلے دن سے امیر غریب، آقا غلام، اور اپنے پرائے سب کو یکساں طور پر مخاطب کیا اور صاف صاف بتایا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خود انسان کا اور یہاں کی ان تمام چیزوں کا خالق ہے۔جس سے اس دنیا میں مستفید ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا اور دونوں سے بہت سے مرد اور عورت دنیا میں پھیلا دیئے''(۲) دوسری جگہ ارشاد ہے:''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے''(۳)

رواداری کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا:''اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے۔اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''(۴)

قرآن کریم میں ایک مقام پر اہل ایمان کو اس بات کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ تم خواہ مخواہ کسی قوم سے دشمنی نہ رکھو بلکہ تم دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا کرو برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ بھلائی سے دیا کرو۔

ترجمہ: اے نبی ﷺ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو تم دیکھو گے کہ وہ جس کی تمہارے ساتھ عداوت ہوئی تھی وہ جگری دوست بن جائے گا(۵)

نبی کریم ﷺ اپنے مخالفین کی کسی رکیک سے رکیک حرکت پر بھی کبھی غصہ میں آپے سے باہر نہیں ہوئے کسی گالی کا جواب آپؐ نے گالی سے نہ دیا کسی بدزبانی یا کسی بے ہودہ الزام کے جواب میں آپ کی زبان مبارک سے ایک لفظ بھی شائستگی سے گرا ہوا نہ نکلا دشمنوں نے بار ہا وہ حرکتیں کیں جو سخت دل آزار، سخت توہین آمیز اور سخت اشتعال انگیز تھیں۔مگر آپؐ بڑی عالی ظرفی کے ساتھ ہر بات کو پی گئے۔اور ان کی برائی کا جواب برائی کے بجائے بھلائی سے دیتے تھے۔مکہ معظمہ کے طویل دور مصائب میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس میں تہذیب و شرافت کا دامن آپؐ

کے ہاتھ سے چھوٹ گیا ہو یہ وہ چیز تھی جو گرد وپیش کے معاشرے میں آپ کا اخلاقی معیار بڑھاتی چلی گئی اور آپؐ کے مخالفین کو گراتی چلی گئی طائف سے زیادہ سخت وقت آپؐ پر کبھی نہ گزرا تھا مگر اس وقت بھی آپؐ کی زبان ودل سے دعا ہی نکلی اور آپؐ اس پر راضی نہ ہوئے کہ اس ظلم کے بدلہ میں ظالموں پر خدا کا عذاب نازل ہو میدان جنگ سے پہلے اخلاق کے میدان میں آپؐ اپنے مخالفوں کو شکست دے چکے تھے (۶)

مولانا مودودی صاحب ''سیرت عالم'' میں لکھتے ہیں کہ آپؐ ہر تعصب سے پاک تھے۔قبیلہ،قوم ،وطن،زبان،رنگ،نسل غرض کسی چیز کا تعصب بھی آپؐ کے اندر نہ تھا (۷)

علامہ فقری لکھتے ہیں کہ رواداری اور مہمان نوازی میں کافر ومسلمان کا آپؐ کے ہاں کوئی امتیاز نہ تھا۔مشرک وکافر سب آپؐ کے مہمان ہوتے اور آپؐ یکساں ان کی مہمان نوازی کرتے کبھی ایسا ہوتا کہ مہمان آتے اور گھر میں جو کچھ موجود ہوتا وہ ان کی نظر ہو جاتا اور تمام اہل وعیال فاقہ کرتے۔

۹ھ میں نجران سے ساٹھ آدمیوں پر مشتمل نصاریٰ کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ نے انہیں مسجد نبوی میں ٹھہرایا اور اپنے طریقہ پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت دیدی تھی۔آپؐ نے ان لوگوں کی نہایت اہتمام سے خود مہمان داری کی یہی وہ لوگ تھے جنہیں آپؐ نے مباہلہ کی دعوت دی لیکن وہ اسے قبول کرنے کی جرات نہ کر سکے۔(۸)

علامہ عالم فقری لکھتے ہیں کہ: ایک دفعہ ایک کافر آپؐ کا مہمان ہوا آپؐ نے اسے ایک بکری کا دودھ پلایا وہ سیر نہ ہوا پھر آپؐ نے دوسری بکری کا دودھ پلایا وہ سیر نہ ہوا تو پھر آپؐ نے تیسری چوتھی حتیٰ کہ ساتوں بکریوں کا دودھ اسے پلایا اور وہ سیر ہو گیا اس سارے عرصہ میں آپؐ نہایت مطمئن اور کشادہ رو رہے اور نہ آپؐ کے جبیں مبارک پر شکن آئی نہ کوئی حرف استعجاب آپؐ کی زبان مبارک سے نکلا (۹)

نبی کریم ﷺ کی رواداری کے بارے میں مولانا رحمت اللہ سجانی لکھتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر آپؐ نے ان سب لوگوں کو معاف فرمادیا جنہوں نے آپ کو اذیتیں پہنچائی تھیں ان میں سراقہ بن جعشم جس نے آپؐ پر تین مرتبہ تلوار کے وار بھی کئے تھے۔آپؐ نے اس پر کبھی پرسش نہ فرمائی۔ ہبار نے آپؐ کی بیٹی حضرت زینب کو نیزہ سے زخمی کیا تھا اور وہ اس زخم سے فوت ہو گئی تھیں جب ہبار آپؐ کے سامنے آیا تو آپؐ نے اسے معاف کر دیا۔وحشی نے آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ کو قتل

کیا تھا وہ معافی کے لئے حاضر ہوا تو آپ ؐ نے اسے بھی معاف فرمادیا(۱۰)

سیرت مصطفیٰ میں ہے کہ جنگ احد میں عتبہ بن وقاص نے آپ ؐ کے دندان مبارک کو شہید کر دیا اور عبداللہ بن قیمہ نے چہرہ انور کو زخمی اور خون آلود کر دیا مگر آپ ؐ نے ان لوگوں کیلئے اس کے سوا کچھ بھی نہ فرمایا کہ ''اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون '' ترجمہ: اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیوں کہ یہ لوگ جانتے نہیں(۱۱)

علامہ شبلی نعمانی آپ ؐ کی یہودیوں کے ساتھ رواداری کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ درگزر پر ہی نہیں اکتفا فرماتے تھے بلکہ اکثر معاشرت کی باتوں میں یہودیوں کے ساتھ اتفاق فرماتے تھےاوران کی مذہبی توقیر قائم رکھنا چاہتے تھے۔اہل عرب کی عادت تھی کہ بالوں میں مانگ نکالتے تھے بخلاف اس کے یہودی بالوں کو یوں ہی چھوڑ دیتے تھے آپ بھی یہودیوں کی موافقت کرتے تھے۔(۱۲)

نبی کریم ﷺ کی عادت طیبہ یہ تھی کہ کسی یہودی کا جنازہ گزرتا تو آپ تعظیماً کھڑے ہوجاتے تھے(۱۳)

نبی کریم ﷺ کی مختلف مذاہب سے رواداری کی مثال مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی نے بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ ؐ نے یہودیوں کے جلسوں اور مجمعوں میں خود جا کران کو نصیحتیں کیں اور کہا کہ تم خوب واقف ہو کہ میں خدا تعالیٰ کا سچا رسول ؐ ہوں اور تم خدا تعالیٰ کی طرف سے رسول کے آنے کا انتظار کررہے تھے تمہارا فرض تھا کہ سب سے پہلے میری تصدیق کرتے اوراپنی آسمانی کتابوں میں لکھی ہوئی پیش گوئیوں کو تلاش کرتے(۱۴)

نعیم صدیقی صاحب اپنی کتاب محسن انسانیت میں آپ ؐ کے ایثاراور رواداری کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''یہود و منافقین کی نت نئی شرارتوں سے سابقہ رہا مگر کسی کو نظر بند نہیں کیا کسی پر پابندیاں نہیں لگائیں کوئی ضمیر کش احکام نافذ نہیں کئے ہنگامی عدالتیں نہیں بٹھائیں اور لوگوں کی چمڑی تازیانوں سے نہیں ادھیڑے بخلاف اس کے لوگوں کو تنقیداور رائے زنی کا حق دیا''(۱۵)

نبی کریم ﷺ کی رواداری اور حسن اخلاق کی وجہ سے قبیلہ بن سعد کے ضمام بن ثعلبہ نے بلا جھجھک مختلف سوالات کئے اور آپ ؐ نے ان کے جوابات دیئے تو انہوں نے اپنی قوم میں واپس آتے ہی مسلمان ہونے کا اعلان کیا اوراپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی ان کی دعوت پر پوری قوم نے اسلام

قبول کرلیا علامہ شبلی نعمانی اپنی معروف کتاب سیرت النبی ﷺ میں لکھتے ہیں کہ قبیلہ بنوسعد نے ضمام بن ثعلبہ کو آپ کی خدمت میں اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا تا کہ وہ اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور انہیں خبر دیں۔

حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ہم آپؐ کے دربار میں حاضر تھے کہ ایک شخص ناقہ پر سوار آیا اور مسجد کے صحن میں آکر ناقہ سے اترا پھر حاضرین سے پوچھا کہ ''محمدؐ'' کس کا نام ہے لوگوں نے اشارہ کیا اور کہا کہ یہ گوری رنگت والے جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ اس نے آپؐ کے پاس آکر کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے! میں آپؐ سے کچھ باتیں پوچھوں گا لیکن سختی سے پوچھوں گا اس پر ناراض نہ ہونا ارشاد ہوا کہ جو پوچھنا چاہو پوچھو، بولا کہ اپنے خدا کی قسم کھا کر کہو کہ تم کو خدا نے تمام دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے؟

آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' پھر قسم دلا کر پوچھا کیا خدا نے تم کو پنج وقتہ نماز کا حکم دیا ہے؟ اس طرح زکوۃ، روزہ، حج کی نسبت پوچھا اور آپؐ برابر فرماتے جاتے تھے جب سب احکام سن لئے تو بولا میرا نام ضمامہ بن ثعلبہ ہے اور مجھ کو میری قوم نے بھیجا ہے میں جاتا ہوں اور جو تم نے بتایا اس میں ذرہ برابر نہ زیادہ کروں گا اور نہ کم۔ وہ جا چکا رسول ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پائی۔ ضمامہ بن ثعلبہ نے واپس جا کر اپنی قوم سے کہا لات وعزیٰ کوئی چیز نہیں لوگوں نے کہا کیا کہتے ہو؟ تم کو جنون ہو گیا انہوں نے کہا خدا کی قسم! وہ نہ کچھ فائدہ نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں میں تو خدا اور رسول اکرم ﷺ پر ایمان لایا ہوں ان کی مختصر تقریر کا یہ اثر تھا کہ قبیلہ کا قبیلہ زن و مرد بچے سب مسلمان ہو گئے (۱۶)

نبی کریم ﷺ کی نجران کے وفد کے ساتھ رواداری وحسن سلوک کو علامہ شبلی نعمانی بیان کرتے ہیں کہ ۹ھ میں علماء وائمہ مذہب ساٹھ آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے ان کو مسجد میں اتارا، تھوڑی دیر بعد نماز کا وقت آیا تو ان لوگوں نے نماز پڑھنی چاہیے۔ صحابہ کرامؓ نے روکا لیکن آپؐ نے فرمایا کہ پڑھنے دو۔ چنانچہ ان لوگوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے نماز ادا کی ابوحارثہ لارڈ بشپ تھا، نہایت محترم اور فاضل شخص تھا۔ قیصر روم نے اس کو یہ منصب عطا کیا اور اس کے لئے گرجے اور معبد بنوائے تھے ان لوگوں نے آپؐ سے مختلف مسائل پوچھے اور آپؐ نے وحی کی رو سے ان کا جواب دیا (۱۷)

علامہ شبلی نعمانی آپ کی رواداری کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''عبد'' یا ''لیل'' طائف کا مشہور رئیس امیر الوفد تھا آپؐ نے اس کو حالانکہ اب تک وہ کافر تھا مسجد نبوی میں ٹھہرایا (تاکہ مسلمانوں کی محویت واستغراق کو دیکھ کر متاثر ہو) یہ لوگ مسجد نبویؐ کے صحن میں خیمہ نصب کرا کر ٹھہرائے گئے تھے۔ نماز اور خطبہ کے وقت یہ لوگ موجود رہتے تھے گو خود شریک نہیں ہوتے تھے (۱۸)

علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں، کہ آپؐ کے پاس مختلف ممالک سے سفراء آتے تو آپؐ انہیں ٹھہراتے، ان کی خدمت وتواضع فرماتے اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے جس سے ان کے دلوں میں آپؐ کی محبت اور اسلام کی رغبت پیدا ہو جاتی تھی اور وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے تھے۔

ایک مرتبہ سفراء کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی ان میں عثمان بن ابی العاص سب سے کم عمر تھے سفراء دربار نبویؐ میں آتے تو ان کو بچہ سمجھ کر قیام گاہ میں چھوڑ آتے عثمانؓ گو کم سن تھے لیکن سب سے زیادہ تیز فہم اور مائل تحقیق تھے ان کا معمول تھا کہ جب سفراء دن کو قیلولہ کرتے تو یہ چپکے سے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور قرآن مجید اور مسائل اسلام سیکھتے یہاں تک کہ اکثر ضروری مسائل سیکھ لئے۔

آپؐ ہمیشہ لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے نماز عشاء کے بعد لوگوں کے پاس تشریف لے جاتے اور کھڑے کھڑے ان سے باتیں کرتے، زیادہ تر مکہ میں قریش کے ہاتھ سے جو اذیتیں اٹھائی تھیں ان کو بیان فرماتے، مدینہ میں جو لڑائیاں ہوئیں ان کا بھی تذکرہ فرماتے (۱۹)

نبی کریم ﷺ کی رواداری کو علامہ رحمت اللہ سبحانی اپنی کتاب مخزن اخلاق سے لکھتے ہیں کہ ایک یہودن آپؐ کے پاس بکری لائی جو زہر کھلا کھلا کر پالی گئی تھی آپؐ اس امر سے مطلع ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تیرا اس سے کیا مدعا تھا؟ وہ کہنے لگی، آپؐ کا قتل۔ فرمایا تو ایسا نہیں کر سکتی خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہیں صحابہؓ نے اسے قتل کرنا چاہا لیکن آپؐ نے اسے معاف کر دیا (۲۰)

آپؐ ایک شخص کے ساتھ جنگل میں تشریف لے گئے اور زمین کھود کر آپؐ نے دو مسواکیں نکالیں۔ ایک سیدھی تھی اور دوسری ٹیڑھی نبی کریم ﷺ نے ٹیڑھی مسواک خود سیدھی مسواک اس شخص کو دی تو اس نے عرض کیا، اچھی مسواک آپؐ رکھیں۔ فرمایا نہیں اگر کوئی شخص ایک گھڑی بھی کسی کے ساتھ رہے تو قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ حق صحبت بجالایا ہے کہ نہیں؟ (۲۱)

نبی کریم ﷺ نے رواداری کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار ہوا تو نے میری بیمار پرسی نہ کی انسان جواب میں کہے گا اے پروردگار میں تیری بیمار پرسی کیسے کرتا؟ تو سب کا پروردگار ہے اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی بیمار پرسی نہ کی اگر تو اس کی بیمار پرسی کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔(۲۲)

نعیم صدیقی صاحب اپنی کتاب محسن انسانیت میں آپ کی رواداری کو بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ قبیلہ طے پر اسلامی دستہ نے فتح پائی تو حاتم کی بیٹی قیدیوں میں مدینہ منورہ لائی گئی۔ اس نے آپؐ سے حسن سلوک کی درخواست کی جسے آپؐ نے قبول فرما کر اسے سواری کا انتظام کر کے واپس بھجوایا اس نے اپنے بھائی عدم بن حاتم کو جس کے دل میں اسلام کے خلاف غصہ کی آگ مشتعل تھی۔ سارا حال سنایا اور مدینہ حاضر ہونے کی تلقین کی عدی بن حاتم آیا اور بچشم خود حالات کا جائزہ لیکر جب محسوس کرلیا کہ حضور ﷺ خدا کے سچے نبی ہیں تو حلقہ اسلام میں داخل ہوگیا۔کعب بن زہیر جس نے آپؐ اور اسلامی تحریک کے خلاف شاعری کا محاذ کھول رکھا تھا از خود مدینہ آیا اور عرض کیا کہ تائب ہو کر مسلمان ہوا ہوں امان دیجئے۔ امان مل گئی پھر اس نے وہ قصیدہ (بانت سعد) پڑھا جو تاریخی حیثیت اختیار کر گیا(۲۳)

یہ سب آپ کی رواداری اور حسن سلوک کی وجہ سے ہوا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف ایک لشکر روانہ کیا یہ واپس آیا تو قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک شخص جس کا نام ثمامہ بن اثال تھا اپنے ساتھ گرفتار کر کے لایا۔ثمامہ اہل یمام کا سردار تھا۔صحابہ نے اس کو ایک ستون سے باندھ دیا۔آپؐ باہر تشریف لائے تو ثمامہ کو دیکھ کر فرما نے لگے ثمامہ بول تیرے پاس کیا ہے؟ اے محمدؐ آپ کو اختیار ہے۔اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو واجب الدم ہے۔اگر آپ احسان کریں گے تو ایسے شخص کے ساتھ احسان کریں گے جو ہمیشہ آپ کا شکر گزار رہے گا اس کے علاوہ اگر آپؐ مال چاہتے ہیں تو کہیں جتنا مال طلب کیا جائے گا دے دیا جائے گا آپؐ نے حکم دیا ثمامہ کو رہا کر دیا جائے اور اس کو اپنا مذہب کو تبدیل کرنے کیلئے بھی نہیں کہا گیا(۲۴)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ایک بوڑھا یہودی سوال کرتا پھر رہا ہے آپؐ نے اس کو بلا کر پوچھا تم سوال کیوں کرتے پھرتے ہو؟ جب کہ قانوناً اس کی ممانعت ہے اس نے کہا کہ میری عمر

نوے سال ہے میری اولاد، بیوی بچے سب مر گئے ہیں۔ میری امداد کرنے والا کوئی نہیں اور میں کام کرنے کے لائق نہیں۔ سوال نہ کروں تو پیٹ کیسے پالوں؟ آپؓ نے اسی وقت حکم دیا کہ بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ تو یہودی ہے۔ پھر کیا ہوا ہماری رعایا میں تو ہے اسلامی خزانہ سے ہر شخص کو مدد دی جائے گی، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم ہم نے اس شخص سے جزیہ وصول کیا تو اب بڑھاپے میں اس کی مدد کیوں نہ کی جائے (۲۵)

حضرت عمر عبدالعزیزؒ کے زمانہ خلافت میں عیسائیوں کا مشہور گرجا گھر دمشق میں خراب وخستہ ہوگیا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے خزانہ سے گرجا گھر کی مرمت کرائی اور عیسائیوں کو ناقوس بجانے، جلوس نکالنے اور صلیب اٹھانے کی پوری اجازت دی اگرچہ خزانہ سے روپیہ خرچ کرنے کے معاملہ میں آپ بہت محتاط تھے۔ لیکن غیر مسلم کے معابد ومراسم کے لئے خزانہ اسلامی سے خرچ فرمایا، جو کہ دوسرے مذاہب کے لئے اعلیٰ ظرفی کی روشن مثال ہے۔ (۲۶)

خلیفہ ہادی کے عہد میں مصر میں حضرت مریم کے گرجہ کو کچھ نقصان پہنچا تو مصر کے گورنر موسیٰ نے اس کے متعلق علماء کرام سے پوچھا چنانچہ اس زمانے کے سب سے بڑے عالم لیث بن سعد نے فتویٰ دیا کہ تمام گرجا گھر از سرنو تعمیر کرایا جائے اور اس کے بعد گرجا کی تعمیر سرکاری خرچ سے ہوئی (۲۷)

غرضیکہ اسلام میں رواداری اور اخلاق کی تعلیم دی گئی ہیں نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی رواداری کا مظہر ہے آپؐ نے رواداری قائم فرمائی اب ملک وقوم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ مختلف مذاہب کے درمیان رواداری قائم کی جائے تاکہ ملک وقوم ترقی کرے اور دین ودنیا میں ہمیں عزت نصیب ہو۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔کنزالایمان، سورۃ الکافرون، مولانا احمد رضا خان، سورۃ الکافرون ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور1978ء

۲۔القرآن سورۃ نساء آیت نمبر۱

۳۔القرآن الحجرات آیت نمبر۱۳

۴۔القرآن سورۃ الممتحنہ آیت نمبر۸

۵۔القرآن سورۃ السجدہ آیت نمبر۳۴

۶۔ سیرت سرور عالم ﷺ جلد۱۱، سید ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔صفحہ نمبر ۷۵۷تا۷۵۸، 1989ء

۷۔ایضاً - - - - - صفحہ نمبر۷۵۹

۸۔خزینہء اخلاق، علامہ عالم فقری، شبیر برادرز لاہور، صفحہ نمبر ۱۱۴-۱۱۵، ۱۹۹۲ء

۹۔ایضاً - - - صفحہ نمبر۱۱۵

۱۰۔مخزن اخلاق، مولانا رحمت اللہ سبحانی، ناشران قرآن لمیٹڈ لاہور، صفحہ نمبر ۳۹، ۱۹۶۳ء

۱۱۔سیرت مصطفیٰ، حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ،

۱۲۔سیرت النبی، جلد۲، علامہ شبلی نعمانی دارالاشاعت کراچی، ص/۳۳۲، ۱۹۸۴ء

۱۳۔صحیح البخاری، جلد۱، (اردو) کتاب الجنائز امام محمد بن اسماعیل بخاری، دار الاشاعت کراچی، ص/۶۰۶، ۱۹۸۵ء

۱۴۔تاریخ اسلام، مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی، نفیس اکیڈمی کراچی، ص/ ۱۲۹، ۱۹۸۱ء

۱۵۔محسن انسانیت، نعیم صدیقی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور، ص/ ۴۹ ۱۹۸۹ء

۱۶۔سیرت النبیؐ، جلد دوم، علامہ شبلی نعمانی، دارالاشاعت کراچی ص/ ۲۹ ۱۹۸۴ء

۱۷۔ایضاً ص/۳۴
۱۸۔ایضاً ص/۳۲
۱۹۔ایضاً ص/۳۳
۲۰۔مخزن اخلاق، مولانا رحمت اللہ سبحانی، ناشران قرآن لمیٹڈم لاہور، ص/۴۰، ۱۹۶۳ء
۲۱۔ایضاً ص/۴۱
۲۲۔حقوق العباد، اوصاف علی، مکتبہ امدادیہ ملتان ص/۲۶۶، ۱۹۸۹ء
۲۳۔محسن انسانیت، نعیم صدیقی، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ص/۴۸۹، ۱۹۹۴ء
۲۴۔اسلام اور رواداری، متین طارق، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ص/۶۵، ۶۴، ۱۹۸۶ء
۲۵۔ایضاً ص/۱۱۵
۲۶۔ایضاً ص/۷۷
۲۷۔ایضاً ص/۷۹

قربتیں جب سے میسر ہیں کسی گل رنگ کی
زندگی سے اپنی ہر غم کا نشاں جاتا رہا
کیا بتائیں زخم سہنے کا صلہ کیوں کر ملا
”ہے زیاں موجود احساس زیاں جاتا رہا“

پروفیسر رضیہ سبحان قریشی سابق پرنسپل عبداللہ گورنمنٹ گرلز کالج

قرآن وحدیث کی رواداری کی تعلیم کی نتیجہ میں غیر مسلم خواتین کا قبول اسلام

مسز بشریٰ بیگ

قرآن تعلیم: قرآن حکیم کی ساری تعلیمات احترام آدمیت اور احترام مذہب پر مبنی ہے۔ چنانچہ یہ حکم دیا گیا کہ دوسرے مذاہب کے لوگوں کو برا نہ کہا کرو۔ قرآن کریم نے دوسرے مذاہب کے بارے میں مسلمانوں کا رویہ صاف بیان فرمادیا کہ" **ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ**"۔ (۱) ترجمہ: "یعنی اے مسلمانو! تم ان کے ان معبودوں کو برا بھلامت کہو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں۔" اس کا صاف مطلب ہے کہ اسلام میں کسی دوسرے مذہب کے لوگوں کو برا بھلا کہنا یا طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا بالکل منع ہے اور یہ نہی مکہ میں نازل ہوئی گویا ابتدائے اسلام سے ہی یہ تسلیم کرلیا گیا تھا کہ تمام مذاہب خواہ وہ آسمانی ہوں یا غیر آسمانی سب کو اسلام کے ساتھ زندہ رہنا ہے اور زندہ رہنے کا حق ہے۔ کسی بھی مذہب کے پیرو شخص کے مذہبی رجحانات اور جذبات پر کسی قسم کا طعن کر کے ان کو مجروح نہیں کیا جاسکتا۔

مدینہ طیبہ میں ۸ھ تک اسلامی حکومت میں جتنے غیر مسلم تھے وہ رعایا کی شکل میں نہ تھے بلکہ قبائلی زندگی میں جس طرح تمام قبائل برابری کے حقوق کے حق دار ہوتے ہیں اسی طرح میثاق مدینہ کی رو سے تمام قبائل یعنی اوس وخزرج وغیرہ اسلامی حکومت سے معاہدہ کر کے اس ڈھیلی ڈھالی ریپبلک میں برابر کے شریک تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوا کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ کو ایک سربراہ کی حیثیت حاصل ہوگئی تھی جو سیاسی تفوق سے زیادہ شخصی کردار کی بنیاد پر قابل احترام ہو، اور اسے معاملات کا فیصلہ کرانے میں حکم مان لیا گیا ہو۔ ۸ھ میں جب خیبر فتح ہوا تو یہودی بستیوں پر غلبہ حاصل کر لینے کے بعد ان پر جزیہ لگایا گیا جو ایک تاوان جنگ کی صورت میں تھا۔

اسلامی حکومت میں وسعت ہوئی اور مسلمانوں کو ۱۰ھ تک تمام جزیرۃ العرب پر غلبہ حاصل ہوگیا

ایم اے، ایم فل سلامیات، فاضل عربی

اب غیر مسلم رعایا کا مسئلہ پیدا ہوا دنیا کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ کہ فاتح قوم نے کبھی بھی مفتوح اقوام کو اپنے برابر کے حقوق نہیں دیئے زمانہ قبل از تاریخ سے لیکر آج تک کی تاریخ میں ایسے ہزار ہا واقعات مل جائیں گے کہ فاتح قوم نے نہ صرف یہ کہ مفتوح قوم کو غلام بنایا بلکہ ان کے مذہب ثقافت اور معیشت تک کو برباد کیا۔

جب مسلمان غالب ہوگئے اور جزیرۃ العرب میں بسنے والے دیگر مذاہب کے پیرو لوگ جو ان کے رسول اور دین کو نہیں مان رہے تھے اور ہمیشہ سے ان سے برسر پیکار رہے تھے مسلمان ان کو اپنا آبائی دین چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کر سکتے تھے اس لئے کہ وہ غالب تھے۔ لیکن قرآن حکیم نے صاف صاف بتا دیا کہ مسلمان غالب ہوں یا مغلوب ان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ کسی دوسرے مذہب کے پیرو کو مجبوراً مسلمان بنائیں۔ ارشاد ہوا "لا اکراہ فی الدین" (۲) ترجمہ: "دین میں کوئی جبر نہیں ہے" بنیادی اصول بتا دیا گیا ہے کہ دین کے قبول کرنے میں یا کسی دین کو رد کرنے میں کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اسلامی حکومت کی رعایا مشرک رہنا چاہتی ہے تو رہے۔ اہل کتاب (عیسائی یا یہودی) یا صابی یا مجوسی کوئی بھی کوئی بھی مذہب جو اسکا ہو وہ رکھے اسلامی حکومت یا اسلام یہ نہیں چاہتا کہ کوئی دوسرا مذہب اس کی حدود میں زندہ نہ رہے بلکہ اگر کسی حد تک اشتراک عمل ممکن ہو تو اسلام اس پر عمل کرنے کی دعوت دیتا ہے مثلاً اہل کتاب اور اہل توحید میں جہاں تک اشتراک عقائد ہے یا اشتراک عمل کی راہیں نکل سکتی ہیں اسلام ان میں مل جل کر رہنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن حکیم میں ہے:

قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواءٍ بیننا وبینکم ان لا نعبد الااللہ ولا نشرک بہ شیئاً ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ (۳) ترجمہ: "یعنی اے اہل کتاب جو باتیں ہم لوگوں میں متفق علیہ ہیں آؤ اس پر تو مل کر عمل کریں۔ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کچھ لوگ کچھ دوسرے لوگوں کو اللہ کے سوا رب نہ سمجھیں گے"

قرآن حکیم میں مذہبی عبادت گاہوں کے احترام میں ایک ایسا اشارہ بھی ملتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت گاہیں خواہ مسلمانوں کی ہوں یا غیر مسلموں کی سب کی سب یکساں محترم ہیں۔